ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

بیوہ کے حقوق: سیرت طیبہ کی روشنی میں

RIGHTS OF WIDOWS IN THE LIGHT OF THE SEERAH (PROPHETIC BIOGRAPHY)

Dr. Hafiz Muhammad Ishaq
Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Chakwal
Email: *muhammad.ishaq@uoc.edu.pk*
Dr. Talat Sultana
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Chakwal

Abstract
Muhammad ﷺ. Before the advent of Islam, widows were victims of severe social injustices, economic exploitation, and emotional neglect. They were deprived of inheritance, remarriage, and personal dignity. The Prophet Muhammad ﷺ, through his exemplary conduct and divine guidance, restored their honor and established their legitimate rights. Islam recognized the widow's right to inheritance, maintenance, remarriage, and social respect, providing her with both emotional and financial security. This paper analyzes how the Prophet ﷺ not only emphasized these rights in his teachings but also demonstrated them practically through his marriages to widows and through compassion towards the poor and helpless. The research also contrasts the Islamic concept of widowhood with the cruel traditions of pre-Islamic and Hindu societies, such as Sati and lifelong deprivation. The findings highlight that Islam is the only religion that ensures the widow's dignity, security, and integration into society, making her a respected and valued member of the community.

رسول اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ آپ کی رحمت سے کوئی مخلوق، خصوصاً انسانوں کا کوئی طبقہ محروم نہیں رہا۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو اخلاقِ حسنہ، عدل و مساوات، اور ایک مثالی معاشرتی نظام کی تعلیم دی۔ آپ کی بعثت سے پہلے کمزور اور مظلوم طبقات ظلم و استحصال کا شکار تھے، مگر آپ ﷺ نے ان کے حقوق واضح کیے اور معاشرے کو اتنا باشعور بنایا کہ کسی کو ان کے حقوق پامال کرنے کی جرات نہ رہی۔ قرآن نے سائل، غلام، مقروض، قیدی، بیوہ اور محروموں کے حقوق پر زور دیا۔ بیوہ کسے کہتے ہیں؟ شرعی لحاظ سے اس کا اطلاق کس عورت پر ہوتا ہے؟ یہ مفہوم جاننا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں بیوہ کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

و الْأَرْمَلَةُ : المرأة التى لا زوجَ لها۔[1]

المنجد میں ہے بیوہ سے مراد وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو۔

کچھ لوگوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ

التي مات عنها زوجها،سُمّيت بذلك لذهاب زادها و فقدِها،كاسبَها۔[2]

جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، اُسے **بیوہ** کہا جاتا ہے۔ یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنے زاد (وسائلِ زندگی) اور کفیل (کمانے والے) کو کھو بیٹھتی ہے۔

بیوہ سے مراد وہ غریب عورت ہے جس کا شوہر نہ ہو۔

الأرامل، الفقيرة من لا زوج لها۔[3]

---

[1] جوہری، محمد بن یوسف، الصحاح، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ج6، ص713

[2] المنجد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ص281

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

بیوہ سے مراد وہ غریب فقیر عورت ہے جس کا زوج نہ ہو۔

بیوہ اور مطلقہ میں فرق:

بیوہ اور مطلقہ عورت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ بیوہ وہ عورت ہوتی ہے جس کا شوہر وفات پاچکا ہو، یعنی اس کا نکاح موت کی وجہ سے ختم ہوا ہو، جبکہ مطلقہ وہ عورت ہے جسے اس کے شوہر نے طلاق دے کر علیحدہ کر دیا ہو، یعنی نکاح شوہر کی طرف سے دی گئی طلاق کی وجہ سے ختم ہوا ہو۔ بیوہ کی عدّت چار ماہ دس دن ہوتی ہے، جب کہ مطلقہ کی عدّت تین حیض یا اگر حاملہ ہو تو ولادت تک ہوتی ہے۔ دونوں عورتوں کو شریعت میں عزت و احترام حاصل ہے، تاہم ان کی عدّت، وراثت اور بعض فقہی احکام میں فرق پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا[4]

جہاں تک بیوہ عورت سے متعلق شرعی احکام اور عدّت کا تعلق ہے، تو اگر وہ حاملہ نہیں ہے تو اس کی عدّت چار ماہ اور دس دن ہے، اور اگر حاملہ ہے تو اس کی عدّت بچے کی پیدائش تک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا۔[5]

"اور حاملہ عورتوں کی عدّت یہ ہے کہ وہ اپنے حمل کو جنم دے دیں۔"

عدّت کے دوران بیوہ عورت کو پانچ اہم باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

1. **شوہر کے گھر میں رہنا:** اسے اپنے شوہر کے گھر میں رہنا چاہیے، جہاں وہ اس کی وفات کے وقت رہتی تھی، یہاں تک کہ عدّت پوری ہو جائے۔ البتہ ضرورت کے وقت (جیسے خریداری، علاج، یا تعلیم) کے لیے باہر جا سکتی ہے، مگر پھر واپس گھر لوٹ آئے۔
2. **زینت سے پرہیز:** اسے زیب و زینت اختیار نہیں کرنی چاہیے، جیسے خوش رنگ یا دیدہ زیب کپڑے پہننا، یا ایسے لباس جو توجہ کا باعث بنیں۔
3. **خوشبو سے اجتناب:** بیوہ عورت کو خوشبو لگانا جائز نہیں، خواہ عطر ہو یا کسطوری، سوائے اس حالت کے جب وہ حیض سے پاک ہو رہی ہو، اس وقت وہ معمولی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔
4. **زیورات نہ پہننا:** سونا، چاندی، ہیرا یا کسی بھی قسم کے زیورات پہننے سے پرہیز کرے۔
5. **میک اپ وغیرہ سے اجتناب:** عدّت کے دوران اسے آنکھوں میں سرمہ، مہندی، یا کسی بھی قسم کی آرائش نہیں کرنی چاہیے۔

اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو ختم کر دیا جس میں عورت اپنے شوہر کی موت پر زندگی بھر کے لیے غم اور تنہائی کا شکار رہتی تھی۔ حدیث مبارکہ ہے۔

عن أم حبيبة وزينب بنت جحش أماّ المؤمنين رضي الله عنهما: أن رسول الله ﷺ قال: "لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث (أي ثلاث ليال) إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا[6] ."

حضرت اُمِّ حبیبہؓ اور حضرت زینب بنتِ جحشؓ (امہات المؤمنین) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میّت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ منائے، سوائے شوہر کے، جس پر وہ چار مہینے اور دس دن تک سوگ منائے گی۔"

بیوہ عورت میں کوئی ایسی بات نہیں جو اس کی عزت و وقار کو کم کرے یا اس کی قدر و منزلت کو گھٹائے، نہ اللہ کے نزدیک اور نہ ہی لوگوں کے نزدیک۔ معاشرے میں جو بیوہ کے بارے میں کمتر یا حقارت آمیز نظریات پائے جاتے ہیں، وہ دراصل اسلامی تعلیمات سے زیادہ جاہلی تصورات کے قریب

---

[3] ابن مازہ، برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی، المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی علی مذھب الإمام أبي حنیفۃ، تحقیق: عبد الکریم سامي الجندي، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1424ھ/ 2004ء، ج6، ص173

[4] البقرہ:234

[5] الطلاق:4

[6] البخاري، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب إحداد المرأۃ علی زوجھا، حدیث:5334

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

ہیں۔ کیونکہ شوہر کی وفات اللہ کی طرف سے ایک تقدیر ہے، اس میں عورت کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ بہت سی بیوائیں اپنی اولاد کی بہترین پرورش کر کے صبر، ہمت اور کردار کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتی ہیں، اور دوسروں کے لیے نمونہ بن جاتی ہیں۔

اسلام نے بیوہ عورت کے لیے جو عزت و احترام اور شفقت کا تصور دیا ہے، وہ دیگر مذاہب سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام نے بیوہ کی کفالت، عزت، اور اس کے حقوق کی حفاظت کے اصول قائم کیے، جبکہ بعض قدیم معاشروں میں اس کے برعکس بیوہ عورت کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال ہندوستانی معاشرہ ہے، جیسا کہ ایک محقق لکھتے ہیں۔

ہندو بیوائیں سماجی طور پر بہت سی پابندیوں کا شکار ہیں۔ شوہر کی موت کے بعد ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ تمام دنیوی خوشیاں ترک کر دیں، زیورات یا رنگین لباس نہ پہنیں، خوشبو استعمال نہ کریں، اور دوبارہ شادی کا حق بھی ان سے چھین لیا جاتا ہے۔ ہزاروں بیواؤں کو ان کے خاندان والے گھروں سے نکال دیتے ہیں، اور وہ ورنداون (Vrindavan) جیسی مذہبی بستیوں میں پناہ لیتی ہیں، جہاں اندازاً تین ہزار سے زائد بیوائیں رہتی ہیں، جبکہ سینکڑوں دوسری بیوائیں براج بھومی اور گوورد ھن جیسے علاقوں میں بھی بسی ہوئی ہیں۔[7]

ان معاشروں میں بیوہ کو نحوست اور بدقسمتی کی علامت سمجھا جاتا ہے، اس لیے اسے شادی، پیدائش یا مذہبی تقریبات میں شریک ہونے سے روک دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ بعض جگہ اس کا سایہ بھی "ناپاک" تصور کیا جاتا ہے۔

ان غلط عقائد اور ظالمانہ روایات کے نتیجے میں تین کروڑ سے زائد بھارتی بیوائیں غربت، بھوک، محرومی اور تنہائی کا شکار ہیں۔ چونکہ ہندو مذہب بیوہ کو دوبارہ شادی کی اجازت نہیں دیتا، اس لیے وہ اکثر تنہائی، بھیک مانگنے یا دوسروں کے رحم و کرم پر زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہیں۔

اسلام کے عطا کردہ عدل و رحمت کے مقابلے میں یہ صورتِ حال انتہائی دردناک ہے۔ اسلام نے بیوہ عورت کو عزت، کفالت، دوبارہ شادی کا حق، وراثت میں حصہ، اور سماجی مقام عطا کیا، جب کہ اکثر دیگر مذاہب نے اسے محرومی، ذلت اور ظلم کا شکار بنا دیا۔ اس طرح واضح فرق نظر آتا ہے کہ اسلام کی رحمت و انسانیت پر مبنی تعلیمات بیوہ عورت کو عزت و وقار کی زندگی عطا کرتی ہیں، جب کہ جاہلانہ روایات اس کی زندگی کو دکھ اور ذلت میں بدل دیتی ہیں۔

رسم ستی کا خاتمہ:

رسمِ ستی ہندو معاشرے کی ایک قدیم رسم تھی جس میں بیوہ عورت اپنے شوہر کی موت کے بعد شوہر کی چتا (جلتی ہوئی آگ) پر خود کو جلانے پر مجبور یا آمادہ کر دی جاتی تھی۔ لفظ "ستی" سنسکرت کے لفظ Satī (سچّی یا وفادار) سے ماخوذ ہے۔ یہ تصور اس بنیاد پر قائم تھا کہ بیوی کا شوہر کے بغیر جینا بیکار ہے، اور وہ مرنے کے بعد شوہر کے ساتھ "جنموں تک" رہے گی۔ یہ رسم بعد میں ہندو دھرم شاستر، خاص طور پر منوسمرتی اور پُرانوں کے کچھ حصوں میں سماجی جواز پانے لگی، حالانکہ ویدوں میں اس کی واضح اجازت نہیں۔

انگریز دور میں راجہ رام موہن رائے کی تحریک اور لارڈ ولزلی / لارڈ بنٹنک کے اقدامات کے نتیجے میں 1829ء میں اس رسم پر باقاعدہ پابندی عائد کی گئی۔[8]

قرآنِ کریم نے زمانۂ جاہلیت کے اسی طرز کے ظالمانہ عمل یعنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے پر سخت تنبیہ فرمائی اور عورت کو عزت و احترام کے ساتھ زندہ رہنے اور اپنی زندگی گزارنے کا حق عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۔[9]

"اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے، لوگوں سے چھپا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب، کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا، ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔"

---

7 نیشنل کمیشن برائے خواتین (National Commission for Women)، بھارت۔ *"A Study of Widows at Vrindavan."* نئی دہلی: نیشنل کمیشن برائے خواتین، 2009–2010۔

8 وجاہت مسعود، آرٹیکل، بی بی سی نیوز لندن، 14 دسمبر 2005م

9 النحل: 58–59

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

اسی آیت کا ذکر جمالا اس طرح بھی آیا:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ۔[10]

"اور جب ان میں کسی کو خوشخبری ملے اس چیز کی جس کو رحمن کے نام لگایا تو سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے۔"

قرآن مجید میں مزید فرمایا گیا کہ:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ، بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ[11]

"اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی۔"

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ اسلام نے عورت کو زندہ رہنے، عزت و وقار کے ساتھ جینے اور سماجی حقوق کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق دیا ہے، اور جو بھی اس حق کو پامال کرے گا، اسے قیامت کے دن جواب دہ ہونا پڑے گا۔

اسلام نے عورت کے لیے پوری زندگی یا طویل عرصے تک سوگ منانے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ بیوہ عورت کے لیے سوگ کی زیادہ سے زیادہ مدت چار ماہ اور دس دن مقرر کی گئی ہے، جو عدّتِ وفات کہلاتی ہے۔ اس مدت میں عورت کو زیب و زینت، خوشبو، زیورات اور خوش رنگ لباس سے پرہیز کرنا ہوتا ہے، لیکن اس کے بعد اسے عام زندگی کی طرف لوٹنے کی اجازت ہے۔

سیرت طیبہ کی روشنی میں بیوہ کے حقوق:

زمانۂ جاہلیت میں عورت کو کمتر اور حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اگر اس کا شوہر فوت ہو جاتا تو وہ ظلم، محرومی اور ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دی جاتی تھی۔ بعض معاشروں میں بیوہ عورت کو جینے کا حق تک نہیں دیا جاتا تھا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول و عمل سے یہ ثابت کیا کہ عورت، خواہ بیوہ ہو یا مطلقہ، عزت و احترام اور معاشرتی تحفظ کی مستحق ہے۔ ذیل میں چند اہم بیوہ کے حقوق سیرت طیبہ کی روشنی میں ذکر کرتے ہیں۔

بیوہ عورت کی کفالت:

بیوہ عورت جس کا شوہر وفات پا چکا ہو اور اس اپنے اخراجات کے لیے کسی سہارا کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس کی کفالت کرے اور اس کی ضروریات پوری کرے۔ یہ نیکی کے بڑے کام میں شامل ہوتا ہے۔ بیوہ عورتوں کی کفالت اور ان کی مدد کرنا شریعت میں پسندیدہ اور ثواب والا عمل ہے۔ نبی کریم نے فرمایا

أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم "الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله۔[12]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" :جو شخص بیوہ عورت اور مسکین کی کفالت کے لیے کوشش کرتا ہے، وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے مجاہد کی مانند ہے۔"

اس طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے۔

عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه: (كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر الذِّكر، ويُقِلُّ اللغو، ويطيل الصلاة، ويقصِّر الخطبة، ولا يأنف أن يمشي مع الأرملة والمسكين، فيقضي له الحاجة)۔[13]

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے، بے مقصد باتیں کم کرتے تھے، نماز کو طویل اور خطبہ کو مختصر رکھتے تھے، اور اس بات میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے کہ کسی بیوہ عورت یا مسکین کے ساتھ چل کر اس کی ضرورت پوری کر دیں۔

---

[10] الزخرف:17

[11] التکویر:8-9

[12] البخاري، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح (صحيح البخاري)،كتاب الطلاق، باب: إحداد المرأة على زوجها،، دار طوق النجاة، بيروت، لبنان، 1422ھ رقم 5353

[13] نسائی، سنن النسائي، كتاب الجمعة، باب: طول الصلاة وقصر الخطبة، حدیث رقم:1414

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

بالعموم نبی کریم ﷺ نے ہر اس شخص کی دل جوئی، مدد اور اعانت کی فضیلت بیان فرمائی ہے جو کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا ہو۔ خصوصاً وہ افراد جو معاشرتی کمزوری یا محرومی کا شکار ہوں، اسلام کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ انہی میں ایک نمایاں طبقہ بیوہ عورتوں کا ہے جو شوہر کی وفات کے بعد نہ صرف جذباتی صدمے بلکہ معاشی، سماجی اور نفسیاتی مشکلات سے بھی دوچار ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے حالات میں دوسروں کی پریشانی دور کرنے کو عظیم اجر و ثواب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من فرَّج عن أخيه المؤمن كُربةً من كُرَبِ الدنيا، فرَّج الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، ومن ستر على مسلم، ستر الله عليه في الدنيا والآخرة، والله عز وجل في عون العبد ما دام العبد في عون أخيه"۔[14]

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیا کی کسی پریشانی کو دور کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ایک پریشانی کو دور کرے گا، اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور اللہ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔"

رسولِ اکرم ﷺ نے بیوہ عورتوں کی خبر گیری اور مدد کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ بیوہ کی کفالت ایک عظیم نیکی اور بڑے اجر کا باعث ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کمزوروں، خصوصاً بیواؤں اور محتاجوں کی مدد کرنے والا شخص اللہ کے نزدیک بلند مقام پاتا ہے۔ علماء کے مطابق جو شخص جہاد، روزہ اور رات کی عبادت جیسی عبادات پر قدرت نہیں رکھتا، وہ اگر بیواؤں اور مسکینوں کی خدمت میں لگ جائے تو اسے ان ہی اعمال کے برابر اجر ملتا ہے۔ ایسا شخص گویا مجاہد، روزہ دار اور رات کو عبادت کرنے والوں کے برابر ثواب پاتا ہے، بغیر اس کے کہ وہ میدانِ جہاد میں جائے۔

نبی کریم ﷺ بیوا و عورتوں کی کفالت اس قدر کرتے تھے کہ آپ کے بارے میں حضرت ابو طالب (نبی ﷺ کے چچا) نے بھی گواہی اپنے اشعار میں یوں دی ہے۔

"وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلأَرَامِلِ"[15]

"وہ (محمد ﷺ) وہ روشن چہرہ ہیں جن کے وسیلے سے بادلوں سے بارش مانگی جاتی ہے،
وہ یتیموں کے سہارا اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین بھی بیوہ عورتوں کی کفالت کو ریاست کا فریضہ سمجھتے تھے جیسا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کی خواہش تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ عراق کی بیوائیں کسی مرد کی محتاج نہ رہیں۔ ان کا ارشاد ہے:

ثكلتك أمك، والله إني لأرى أبا هذه وأخاها حاصرا حصناً زماناً ففتحاه۔[16]

"اگر اللہ نے مجھے مہلت دی تو میں اہلِ عراق کی بیواؤں کو ایسا بنا دوں گا کہ انہیں میرے بعد کسی مرد کی حاجت نہ رہے۔"

حتی کہ حضرت عمرؓ رات کے وقت مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے، انہوں نے ایک خیمہ دیکھا جس میں ایک عورت اور بچے رو رہے تھے۔ عورت نے بتایا کہ وہ بیوہ ہے اور بچے بھوکے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً بیت المال گئے، خود اپنے ہاتھوں سے آٹا، چربی، کھجوریں اور کپڑا اونٹ پر لادا اور اس عورت کے گھر پہنچایا۔ پھر خود کھانا پکایا اور بچوں کو کھلایا۔[17] یہ اسلامی حکمرانوں کے عملی رحمت و انصاف کی مثال ہے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنی جائیداد میں سے ایک حصہ بیٹیوں اور مطلقات کے لیے وقف کیا تاکہ اگر وہ واپس آ جائیں تو وہاں رہ سکیں۔[18]

---

14 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الذِّکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: فضل قضاء حوائج المسلمین، حدیث نمبر: 2699

15 ابن ھشام، عبد الملک بن ھشام، السیرۃ النبویۃ) سیرۃ ابن إسحاق)، دار الجیل، بیروت، ج 1، ص 266

16 ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، ج 3، ص 276

17 ابن الجوزي، یوسف بن أبي یعلی، صفة الصفوة، تحقیق: عبد المجید خلیل، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ج 1، ص 285

18 البیھقي، أبو بکر أحمد بن الحسین، السنن الکبری، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، دار الفکر، بیروت، لبنان، ج 6، ص 165

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

بیوہ عورت کا احترام و تکریم:

اسلام نے عورت کو مرد کے برابر قانونی و انسانی مساوات دی ہے۔ عورت کو بھی مکمل تصرف کا حق حاصل ہے؛ وہ خرید و فروخت کر سکتی ہے، قرض دے یا لے سکتی ہے، جائیداد کی مالک بن سکتی ہے، اور اپنے مالی و شخصی امور میں خود فیصلہ کرنے کی اہل ہے۔ یہ وہ آزادی اور احترام ہے جو جاہلیت یا دیگر تہذیبوں میں عورت کو کبھی نہیں ملا۔ قرآن نے عورت کو تقویٰ اور نیکی کے معیار پر عزت دی، نہ کہ جنس یا نسب کی بنیاد پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ}۔[19]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں بانٹا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا حق:

دیگر مرد عورت کی طرح اسلام نے بیوہ کو شوہر کی وفات کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل حق دیا ہے۔ یعنی وہ نہ صرف زندہ رہنے کا حق رکھتی ہے بلکہ اپنی زندگی کے فیصلے خود کر سکتی ہے، جیسے دوبارہ شادی کرنا، تعلیم حاصل کرنا، کام کرنا یا اپنے معاشرتی و معاشی حالات بہتر کرنا۔ وہ زندگی کے فیصلوں میں مکمل آزاد ہے کوئی بھی فرد اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں لگا سکتا ہے وہ گھریلو امور سے لیکر کاروبار تک کر سکتی ہے۔ حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابیاتؓ کے حالات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بیواؤں کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا مکمل حق تھا۔

حق حضانت:

بیوہ عورت کے کئی حقوق ضائع کیے جا رہے ہیں، کیونکہ آج کے معاشرے میں وہ متعدد مسائل کا سامنا کرتی ہے اور اکثر لوگوں کے ظلم و ناانصافی کا شکار بنتی ہے۔ ان میں سب سے پہلا اور اہم حق بچوں کی حضانت (پرورش و نگہداشت) کا حق ہے۔ حضانہ سے مراد یہ ہے کہ بیوہ عورت کو اپنے بچوں کے ساتھ رہنے، ان کی پرورش کرنے، ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کی تربیت کو بہتر طور پر انجام دینے کا حق حاصل ہو۔ ابن قدامہ لکھتے ہیں۔

الحضانة تعني حق الأرملة في الإقامة مع أولادها، ورعايتهم، وتربيتهم، والإشراف على شؤونهم بشكلٍ يضمن لهم النماء والتنشئة الصحيحة[20].

"حضانہ سے مراد یہ ہے کہ بیوہ عورت کو اپنے بچوں کے ساتھ رہنے، ان کی پرورش کرنے، ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کی تربیت کو بہتر طور پر انجام دینے کا حق حاصل ہو۔"

تاہم عملی طور پر بیوہ عورت سے، خاص طور پر شوہر کے اہلِ خاندان کی طرف سے، یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ کہ بچے ان کے پاس رہیں، تاکہ وہ ان پر اپنی نگرانی رکھ سکیں، یوں اس طرح سے بیوہ عورت سے اس کے قانونی و شرعی حق کو چھیننے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ قانون اور شریعت دونوں نے ماں کو حضانت کا سب سے پہلا حق دار قرار دیا ہے، کیونکہ وہ اپنے بچوں کے لیے سب سے زیادہ شفقت، محبت اور فطری پرورش کی صلاحیت رکھتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے صرف قولی ہدایت پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ عملی طور پر بھی بیواؤں اور یتیموں کی سرپرستی کی۔ مثلاً، جب جعفر بن ابی طالبؓ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو ان کی بیوہ اسماء بنت عمیسؓ اپنے دو بچوں، عبداللہ اور محمد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور اپنی بیوگی اور بچوں کے یتیم ہونے کا ذکر کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

العيلة تخافين عليهم، وأنا وليهم في الدنيا والآخرة۔[21]

---

[19] الحجرات: 13

[20] ابن قدامة، أحمد بن محمد، المغني في الفقه الحنفي، تحقيق: عبد الرحمن بن محمد الطحاوي، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ج7، ص412

[21] ابن كثير، إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي، البداية والنهاية، تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر / دار الفكر، الطبعة: متعددة (طبعة دار هجر)، فصل: إصابة جعفر وأصحابه، ج4، ص123

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

"کیا تمہیں ان کے فقر و حاجت کا خوف ہے؟ میں ان کا ولی ہوں دنیا و آخرت میں۔"

حق وراثت:

بیوہ عورت کا دوسرا بڑا حق جو اکثر ضائع کیا جاتا ہے، وہ وراثت کا حق ہے۔ حالانکہ وراثت عورت کا شرعی اور قطعی حق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمایا ہے —یہ کسی مرد کی طرف سے احسان، بخشش یا صدقہ نہیں ہے، بلکہ ایک فرض شدہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں ارشاد فرماتا ہے:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا۔[22]

"مردوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں —خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ —یہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔"

مگر افسوس کہ آج بہت سے معاشروں میں عورت کو اس حق سے مکمل طور پر محروم کر دیا جاتا ہے۔ بیوہ کو یہ کہہ کر وراثت نہیں دی جاتی کہ شوہر کے مرنے کے بعد نکاح کا رشتہ ختم ہو گیا، لہٰذا اب اسے وراثت کا کوئی حق نہیں۔

یتیم بچوں کے مال کی حفاظت:

شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ کو اپنے یتیم بچوں کے مال کی دیکھ بھال کا شرعی و قانونی حق حاصل ہے، لیکن بعض اوقات اسے اس حق سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ کئی لوگ بیوہ پر اعتماد نہیں کرتے اور اس پر بدظنی کرتے ہیں کہ وہ بچوں کے مال کو ضائع کرے گی، خاص طور پر وہ امداد جو یتیم بچوں کے لیے فلاحی تنظیموں یا وراثت کے مال سے آتی ہے۔

جب کسی عورت کا شوہر وفات پا جاتا ہے تو وہ نہ صرف شدید غم سے گزرتی ہے بلکہ اس پر گھریلو اور نفسیاتی ذمہ داریاں دوگنی ہو جاتی ہیں۔ اسے اپنے بچوں کے نفسیاتی و مالی استحکام کا خیال رکھنا پڑتا ہے، کیونکہ شوہر خاندان کا سہارا اور قوت ہوتا ہے، اور اس کے چلے جانے سے عدمِ استحکام اور محرومی پیدا ہوتی ہے۔

ایسی حالت میں ماں پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دینی و اخلاقی بنیادوں پر سنوارے، انہیں محبت، اعتماد اور ذمہ داری کا احساس دے۔ خاص طور پر نوجوان (نابالغ یا نوعمر) بچوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی قریبی مرد رشتہ دار (جیسے چچا یا ماموں) سے بھی رہنمائی حاصل کریں تاکہ انہیں باہر کی دنیا میں صحیح رہنمائی ملے۔

شادی / نکاح کا حق:

بیوہ عورت کو عدّت کے بعد نئی شادی کرنے کی اجازت ہے۔ سیرت میں حضرت اُم سلمہؓ اور حضرت زینبؓ جیسی خواتین کی مثالیں موجود ہیں، جنہوں نے شوہر کی وفات کے بعد اسلام کی اجازت کے مطابق دوبارہ شادی کی اور اپنی زندگی کو عزت و وقار کے ساتھ جاری رکھا۔

شوہر کی موت کے بعد جاہلیت کے زمانے میں عورت کو اکثر سسرال والے عورت کو بھی بطور مال وراثت سمجھتے ہوئے اسے نکاح نہیں کرنے دیتے تھے اس طرح ایک طرف شوہر کی جدائی کا غم اور دوسرا عورت اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے اور شادی کرنے کے حق سے محروم ہو جاتی۔ اسلام نے ان تمام جاہلانہ رسوم پر سختی سے پابندی لگائی اور بیوہ عورت کو اپنی آزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا حق دیا۔ قرآن میں اس کے متعلق ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔[23]

"اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ عورتوں کو ان کی مرضی کے بغیر وراثت میں لو، اور نہ ہی انہیں مجبور کرو کہ تمہیں دی گئی چیز سے محروم ہو جائیں، سوائے اس صورت کے کہ وہ واضح فاحشہ کریں۔ ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارو۔ اور اگر تمہیں ان سے کچھ ناخوشگوار لگے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ اس میں بہت کچھ بھلا کر دے۔"

---

[22] النساء: 7

[23] النساء:19

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ خدمتِ نبوی ﷺ میں آئیں اور عرض کیا کہ ان کی دونوں بیٹیاں، جو غزوہ احد میں شہید ہونے والے والد کی اولاد ہیں، ان کے چچا ان کا حق دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ اس پر آیتِ میراث نازل ہوئی جس میں واضح حکم دیا گیا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دیا جائے، بیوہ کو آٹھواں حصہ دیا جائے، اور باقی جو بچے ہیں وہ چچا کے حصے میں آئیں۔ [24]

محسن انسانیت ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ میں بیواؤں کے ساتھ نکاح کا عملی نمونہ قائم کیا۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، جو بیوہ اور چالیس سال کی خاتون تھیں، اور جن کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری جوانی اسی بیوہ خاتون کے ساتھ گزاری۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے دوبارہ ایک بیوہ خاتون سے نکاح کیا، اور اس کے بعد دیگر بیواؤں حضرت سودہ، حفصہ، زینب ام المساکین، ام سلمہ، جویریہ، ام حبیبہ، میمونہ، اور صفیہ رضی اللہ عنھن سے نکاح کیا۔ ان میں صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں۔

یہ سیرت ظاہر کرتی ہے کہ نبی ﷺ نے بیواؤں کے ساتھ نیک اور باوقار تعلق قائم کرنے کا عملی سبق دیا اور انہیں معاشرتی و اخلاقی عزت بخشی۔

پاکستانی معاشرہ میں بیوہ عورتوں کے مسائل:

پاکستان میں تقریباً 3 سے 4 ملین خواتین بیوہ ہیں، جو کل آبادی کا 8 فیصد بنتی ہیں، اور اکثر کو مالی تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔ [25] پاکستانی معاشرے میں بیوہ عورتیں نہ صرف مالی وسائل کی کمی کا سامنا کرتی ہیں بلکہ ذہنی اور جذباتی مسائل، سماجی تنہائی، خاندانی تنازعات اور معاشرتی رویّوں کی وجہ سے مزید مرکزیت اختیار کرتی جاتی ہیں۔ یہ تینوں قسم کے مسائل (نفسیاتی، معاشی، خاندانی) باہم منسلک ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت بھی دیتے ہیں۔

نفسیاتی مسائل

پاکستانی معاشرے میں بیوہ عورتیں بہت سے نفسیاتی مسائل کا سامنا کر رہی ہیں۔ شوہر کی موت کے بعد وہ تنہائی، غم اور جذباتی دباؤ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ انہیں اکثر سسرالی اور معاشرتی رویوں کی وجہ سے ڈپریشن، اضطراب (anxiety)، اور خود اعتمادی میں کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بیوہ عورتیں سماجی دباؤ یا بدگمانی کے باعث وہ اکثر اداسی اور ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ بچوں کی پرورش، مالی مشکلات اور خاندان کے اندر اختلافات ان کے نفسیاتی بوجھ کو مزید بڑھا دیتے ہیں، جس سے وہ خود کو کمزور اور غیر محفوظ محسوس کرنے لگتی ہیں۔ یہ مسائل بیوہ کی روزمرہ زندگی اور صحت پر براہِ راست اثر ڈالتے ہیں اور ان کی خوشحالی اور ذہنی سکون کو محدود کر دیتے ہیں۔ پاکستان میں تقریباً ٪34 آبادی کسی نہ کسی نفسیاتی مسئلے سے متاثر ہے، جس میں معاشی جدوجہد اور سماجی دباؤ کے عوامل شامل ہیں جن کا اثر خاص طور پر کمزور طبقات (جیسے بیواؤں) پر پڑتا ہے۔

معاشی مسائل

پاکستانی معاشرے میں بیوہ عورت سب سے زیادہ معاشی مشکلات کا سامنا کرتی ہے۔ شوہر کے انتقال کے بعد اکثر خواتین کے لیے گھر کے مالی معاملات سنبھالنا، روزگار حاصل کرنا یا جائیداد میں حق لینا نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ بہت سی بیوائیں خواندہ نہیں ہوتیں، اس لیے انہیں ملازمت یا کاروبار کے مواقع محدود ملتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بیواؤں کی بڑی تعداد زرعی زمین یا وراثتی جائیداد سے بھی محروم رہتی ہے، کیونکہ اکثر خاندان مرد وارثوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

سماجی رویوں اور شرم و حیا کے نام پر خواتین کا باہر نکل کر کام کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، جس کے باعث وہ معاشی طور پر دوسروں کی محتاج ہو جاتی ہیں۔ حکومت کی طرف سے بیوہ خواتین کے لیے کچھ سوشل سیکیورٹی اسکیمیں موجود ہیں، جیسے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP)، لیکن ان تک رسائی ہر بیوہ کے لیے آسان نہیں۔ نتیجتاً بہت سی بیوائیں غربت، قرض اور انحصار کی زندگی گزارتی ہیں، جو ان کی نفسیاتی حالت پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے۔

پاکستان میں خواتین کی لیبر فورس میں شرکت بہت کم ہے۔ مجموعی حصہ تقریباً 23٪ ہے جبکہ یہ شرح خاص طور پر دیہی اور کمزور خواتین (جیسے بیوائیں) میں مزید نیچے ہو سکتی ہے۔ عالمی جینڈر گیپ رپورٹ کے مطابق پاکستان خواتین کے اقتصادی مواقع میں دنیا کے 148 ممالک میں 147 ویں نمبر پر ہے۔

---

[24] ابو داؤد۔ سنن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، دار الرسالۃ العالمیۃ بیروت، ط 1/2009م، حدیث نمبر 2891

[25] نوائے وقت لاہور، 13 اپریل 2025

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

حکومت کی جانب سے چند سیکیورٹی پروگرامز (مثلاً Widow Card جیسا پروگرام جس کا مقصد تقریباً 2.5 ملین بیواؤں کو مالی و طبی مدد فراہم کرنا ہے) شروع ہوئے ہیں، تاہم ان تک رسائی ہر بیوہ کے لیے آسان نہیں ہے۔[26]

خاندانی مسائل:

بیوہ ہونے کے بعد عورت کو اکثر خاندانی دباؤ اور رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات شوہر کے رشتہ دار (خصوصاً سسرال) بیوہ پر وراثتی یا بچوں کی کفالت کے مسائل کھڑے کرتے ہیں۔ کچھ خواتین کو شوہر کے انتقال کے بعد گھر سے نکال دیا جاتا ہے یا جائیداد سے ان کا حصہ روک لیا جاتا ہے۔ اگر بیوہ کے چھوٹے بچے ہوں تو ان کی پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری بھی اسی پر آ جاتی ہے، جس سے ذہنی اور جسمانی بوجھ بڑھ جاتا ہے۔

بعض اوقات خاندان کے اندر سے دوبارہ شادی کے دباؤ یا ممانعت جیسے مسائل بھی سامنے آتے ہیں۔ کچھ بیوائیں اپنی عزت و آبرو کے خوف سے دوبارہ شادی نہیں کرتیں، تو کچھ کو خاندان ہی اس اجازت سے محروم رکھتا ہے۔ نتیجے میں وہ اکیلا پن، دباؤ، اور عدم تحفظ کا شکار رہتی ہیں۔ ایسے حالات میں بیوہ عورت کو خاندانی تعاون، وراثتی انصاف اور سماجی تحفظ کی سخت ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ باعزت زندگی گزار سکے۔

بیوہ عورتوں کے حوالہ سے معاشرتی ذمہ داریاں:

1. **بیوہ کی خود اعتمادی بڑھانا:** اہلِ خاندان اور پڑوسیوں کو چاہیے کہ وہ بیوہ کا حوصلہ بڑھائیں، اس کی صلاحیتوں پر اعتماد پیدا کریں، اور زندگی کے مسائل حل کرنے میں اس کی مدد کریں۔
2. **اسلامی تعلیمات پر عمل:** معاشرہ رسولِ اکرم ﷺ کے طرزِ عمل سے سبق لے — آپ ﷺ نے بیواؤں کی مدد کو جہاد کے برابر اجر قرار دیا۔ بیوہ اگر کام کے لیے گھر سے نکلتی ہے تو اس کی حمایت کی جائے، نہ کہ بدگمانی یا الزام کا نشانہ بنایا جائے۔
3. **تربیتی مراکز کا قیام:** بیوہ خواتین کے لیے پیشہ ورانہ تربیت (جیسے سلائی، کڑھائی، نرسنگ وغیرہ) کے مواقع پیدا کیے جائیں تاکہ وہ خود کفیل بن سکیں۔
4. **سول سوسائٹی اور اداروں کا کردار:** سماجی ادارے بیوہ خواتین کے نفسیاتی، سماجی، اور مالی مسائل پر تحقیق کریں اور ان کے حل کے لیے پالیسی وضع کریں۔
5. **وراثت و حقوق کی آگاہی:** بیوہ کے وراثتی حقوق اور یتیم بچوں کے حقوق کے بارے میں معاشرے کو تعلیم دی جائے، اور عدلیہ میں ان کے مقدمات کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے۔

   نیز، بیوہ کا دوبارہ نکاح کرنا ایک شرعی حق ہے، جسے بدنامی کے بجائے خیر اور عفت کا ذریعہ سمجھا جائے۔
6. **مالی توازن اور کفالت:** حکومت اور سماجی اداروں کو چاہیے کہ بیوہ کو ملنے والی سوشل سیکیورٹی یا وظیفہ مہنگائی اور کرایوں کے تناسب سے بڑھایا جائے۔
7. **خیراتی تنظیموں کی شمولیت:** اسلامی و سماجی تنظیمیں بیوہ خواتین کو سہارا دینے کے لیے راشن، رہائش، تعلیم، اور علاج کی سہولتیں فراہم کریں تاکہ وہ عزت کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔
8. **میڈیا کا مثبت کردار:** میڈیا کو بیوہ خواتین کے بارے میں منفی یا افسوسناک کردار دکھانے کے بجائے مثبت، باعزت، اور باہمت مثالیں پیش کرنی چاہئیں تاکہ معاشرے میں درست شعور پیدا ہو۔

نتائج:

1. سیرتِ طیبہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے بیوہ عورت کو عزت، وقار، وراثت اور دوبارہ شادی کا پورا حق عطا کیا۔
2. رسولِ اکرم ﷺ نے بیواؤں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی اور خود اپنی عملی زندگی میں متعدد بیواؤں سے نکاح کر کے ان کے حقوق کے تحفظ کی مثال قائم فرمائی۔

[26] https://www.urdupoint.com/en/pakistan/experts-term-widow-card-landmark-step-to-em-1971201

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

3. اسلام سے قبل معاشروں میں بیوہ عورت کو ظلم، ذلت اور محرومی کا سامنا تھا، لیکن اسلام نے اسے ایک باعزت اور محفوظ مقام دیا۔
4. بیوہ عورت کی کفالت، مالی مدد، اور نفسیاتی سہارا دینا ایک عظیم نیکی اور جہاد فی سبیل اللہ کے برابر عمل قرار دیا گیا ہے۔
5. دیگر مذاہب اور جاہلانہ رسوم کے مقابلے میں اسلام نے بیوہ عورت کو نہ صرف جینے بلکہ ترقی کرنے اور معاشرے میں فعال کردار ادا کرنے کا حق دیا۔

سفارشات:

1. حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ بیوہ خواتین کے لیے مستقل فلاحی مراکز اور نفسیاتی و معاشی معاونت کے ادارے قائم کرے۔
2. معاشرتی سطح پر بیوہ خواتین کے ساتھ ہمدردی اور عزت کے رویے کو فروغ دیا جائے، اور ان کے خلاف تعصبات کا خاتمہ کیا جائے۔
3. علمائے کرام، دینی مدارس اور مساجد کے ذریعے اسلامی تعلیماتِ برائے حقوقِ بیوہ کو عام کیا جائے تاکہ معاشرہ باشعور ہو۔
4. بیوہ خواتین کو روزگار، تعلیم، اور تربیت کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ خود کفیل ہو سکیں۔
5. میڈیا اور نصابِ تعلیم میں بیوہ عورت کے مثبت کردار کو اجاگر کیا جائے تاکہ معاشرتی سوچ میں اصلاح پیدا ہو